برکت اور بے برکتی کے اسباب

مولانا عبدالسلام

مال کی بے جا محبت، جمع کرنے کی ہوس اور اس پر اِترانا تو بے شک بہت بڑی برائی ہے اور اسلامی زندگی میں اس کا کوئی جواز نہیں ہے لیکن اچھے کاموں میں خرچ کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ حلال مال کمانا ایک پسندیدہ کام ہے تاکہ معاشرے میں غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

آج ہم اپنے مسائل کے حل کے لیے مشکل ترین دنیوی ذرائع استعمال کرنے کے لیے تو تیار ہیں مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے عطا کردہ روزی میں برکت کے آسان ذرائع کی طرف ہماری توجہ نہیں، یہ افسوس کا مقام ہے۔ گھمبیر معاشی و معاشرتی مسائل نے لوگوں کو بے حال کر دیا۔ شاید کوئی گھر ایسا ہو جہاں حالات کا رونا نہ رویا جاتا ہو اور بے روزگاری و تنگدستی تو گویا ایک بین الاقوامی مسئلہ بن چکا ہے۔

رزق میں برکت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے رزق میں بے برکتی کے اسباب تلاش کیے جائیں تاکہ رزق میں بے برکتی کے اصل حقائق تک رسائی ہو۔

رزق کی بے قدری اور بے حرمتی سے کون سا گھر خالی ہے، بنگلے میں رہنے والے ارب پتی سے لے کر جھونپڑی میں رہنے والے مزدور و محنت کش تک سب اس حوالے سے غفلت اور بے احتیاطی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ شادی و دیگر تقریبات میں قسم قسم کے کھانے ہوں یا گھروں میں برتن دھوتے وقت بچا کھچا کھانا، یہ جس طرح ضائع کیا جاتا ہے، اس سے کون واقف نہیں؟

کاش رزق میں تنگ دستی کے اس عظیم سبب پر ہماری نظر ہوتی اور اصلاح کی کوشش کی جاتی تو بہت اچھا ہوتا کیوں کہ یہ بیماری عام ہے جس میں ہماری اکثریت مبتلا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ گھر تشریف لائے، روٹی کا ٹکڑا رکھا ہوا دیکھا، اس کو صاف کیا

پھر کھالیا اور فرمایا: ''عائشہؓ اچھی چیز کا احترام کرو کیوں کہ یہ چیز (یعنی روٹی) جب کسی قوم سے گئی ہے تو دوبارہ لوٹ کر نہیں آئی''۔

آج کل کئی دکان دار، روزی میں بندش ختم کرانے کے لیے تعویذ، عملیات اور دعا کے ذرائع تو اپناتے ہیں مگر روزی میں برکت کے زائل ہونے کے ایک بڑے سبب، خرید وفروخت میں بے احتیاطی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

آپ ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے کہ تجارت میں قسم کی کثرت سے پرہیز کرو کیوں کہ اس سے مال تو فروخت ہو جاتا ہے لیکن مال میں برکت نہیں رہتی۔

جس طرح روزی میں برکت کے ذرائع موجود ہیں اس طرح روزی میں تنگی کے اسباب بھی پائے جاتے ہیں اگر ان سے بچا جائے تو ان شاء اللہ روزی میں برکت ہی برکت ہوگی۔

تنگ دستی اور بے برکتی کے اسباب درج ذیل ہیں:...... نماز میں سستی کرنا، گناہ کرنا خصوصاً جھوٹ بولنا، نیک اعمال میں ٹال مٹول کرنا، بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا، ماں باپ کے لیے دعائے خیر نہ کرنا، اندھیرے میں کھانا کھانا، دروازے پر بیٹھ کر کھانا، بغیر دسترخوان بچھائے کھانا، دانتوں سے روٹی کترنا، چینی یا مٹی کے ٹوٹے ہوئے برتن استعمال میں رکھنا، کھانے کے بعد جس برتن میں کھانا کھایا اس میں ہاتھ دھونا، کھانے پینے کے برتن کھلے چھوڑ دینا، دسترخوان پر گرے ہوئے کھانے وغیرہ کے ذرے اٹھانے میں سستی کرنا، گھر میں مکڑی کے جالے لگے رہنے دینا، چراغ کو پھونک مار کر بجھانا، ٹوٹی ہوئی کنگھی استعمال کرنا وغیرہ۔

رزق میں برکت کے طالب کو چاہیے کہ وہ بے برکتی کے اسباب پر نظر رکھتے ہوئے ان سے نجات کی ہر ممکن کوشش کرے اور یہ بھی واضح ہو کہ کثرت گناہ کی وجہ سے رزق میں برکت ختم ہو جاتی ہے اس لیے گناہوں سے بچنے کی ہر صورت کوشش کرے کیوں کہ کثرتِ گناہ آفات کے نزول کا سبب بھی ہے۔

مشائخ کرام فرماتے ہیں دو چیزیں کبھی جمع نہیں ہوسکتیں، مفلسی اور چاشت کی نماز یعنی جو کوئی چاشت کی نماز کا پابند ہوگا وہ کبھی مفلس نہ ہوگا۔ غربت، بیروزگاری اور تمام مشکلات کا خاتمہ اس وقت ہوگا جب خوشحالی کے ذرائع کو اپنایا جائے گا، خوشحالی لانے والی چیزیں سات ہیں:...... قرآن پاک کی تلاوت کرنا، پانچ وقت کی نماز پڑھنا، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا، غریبوں اور مجبوروں کی مدد کرنا، گناہوں پر نادم ہو کر معافی مانگنا، ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، صبح کے وقت سورۂ یٰسین اور رات کے وقت سورۂ واقعہ پڑھنا۔

اگر آج ہم صدق دل سے بے برکتی والی چیزوں سے اجتناب کرنے اور برکت والی چیزوں کو اپنانے کا تہیہ کریں تو ہمارے گھروں سے بے برکتی کا خاتمہ اور برکت کا نزول ہوگا، ورنہ خسارہ ہی خسارہ ہے۔

گل ہائے رنگ رنگ سے ہے چمن اے ذوق اس جہاں کو ہے فریب اختلاف سے

باہمی تعلقات میں خرابی کی وجہ یہ ہے کہ ہم دوسروں سے غیر معمولی توقعات وابستہ کر لیتے ہیں، مثلاً: اولاد، رشتہ داروں، ازواج، دوست اور قریبی ساتھیوں کے متعلق ہم اندازے اخذ کر لیتے ہیں کہ ہم سے وہ بہت اچھا رویہ اپنائیں گے یا فلاں موقع پر کچھ دیں گے یا کچھ کہہ دیں گے وغیرہ وغیرہ۔ تو جب وہ ہماری توقعات پر پورا نہیں اُترتے تو ہم مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں، شک وشبہات پیدا ہوتے ہیں، ذہن میں طرح طرح کی کھچڑی پکتی ہے، ایسا اس لیے ہوتا ہے یا یہ وجہ ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ پھر اس مایوسی سے اجنبیت اور دوری ہونے لگتی ہے اور ہم لوگوں سے کنارا کش ہو جاتے ہیں حالانکہ اس کا زیادہ سبب ہم خود ہیں۔ خوش حالی کے دور میں ہمارے ملنے جلنے والے لوگ بڑھ جاتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ وہ سب آپ سے مخلص ہوں بعض نام نہاد دوست صرف دولت کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جن میں نہ خلوص ہوتا ہے نہ دردمندی، دراصل جنھیں ہم سے محبت کرنا ہوتی ہے وہ ہمارے دنیاوی لوازمات (گھر، لباس، گاڑی، بنگلہ، زیور، بینک بیلنس) کے بغیر بھی محبت کرتے ہیں۔ اگر انسان کی تمام کوششیں صرف اپنی ذات کی خوشی حاصل کرنے کے لیے، اپنے آرام، اپنے کھانے پینے اور تفریح کے لیے ہوں تو کوئی اس کے ساتھ بیٹھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ انسان بڑے پیمانے پر لوگوں سے تعلقات رکھتا ہے اور ہر طرح سے دوسروں کو خوش رکھنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے تو بہت سی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں اور عملی طور پر زندگی گزارنا بے حد دشوار ہو جاتا ہے اس لیے اسلام ہمیں اعتدال کی راہ دکھاتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ پر بھروسا کریں تو آپ خود اپنے اہل خانہ، رشتہ داروں کے ساتھ قابل اعتماد ہو جائیں، ایسا رویہ اپنائیں کہ وہ بلا تکلف اپنے حالات آپ سے کہہ سکیں، دوسروں کو اپنے سخت رویے اور حاکمانہ ذہنیت سے مرعوب کرنے کی کوشش نہ کریں اور نہ ہی یہ سمجھیں کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں یا کرنے والے ہیں وہ سب لوگ بے چوں چرا مان لیں گے اور آپ کی بات سے کوئی اختلاف نہیں کرے گا۔

اپنے رویہ سے اپنی گفتگو سے بے زاری اور عداوت کو ختم کریں، اگر اتفاق سے کسی کو تکلیف پہنچ جائے تو فوراً معذرت کر لیں۔ لوگوں کے مسائل کو دردمندی اور خیر خواہی سے سُنیں، اچھے کاموں کی خوش دلی سے سراہیں اور داد دیں تاکہ دوسروں کی حوصلہ افزائی ہو۔

☆......☆......☆